Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

فون ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۰/۷۵	ہفتہ ۹ شوال ۱۴۱۰ھ، ۵ ہجرت ۱۳۶۹ہش، ۵ مئی ۱۹۹۰ء	نمبر ۱۰۰

خدا کے وجود میں چھپ جائیں

"دنیا کے شور و غوغا سے گھبرا کر اگر آپ نے دوڑنا ہے تو خدا کی طرف دوڑیں۔ اگر چھپنا ہے تو خدا کے وجود میں چھپ جائیں۔ اور جو لوگ خدا کے وجود میں چھپ جایا کرتے ہیں ان کو دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی۔ وہ لازماً غالب آیا کرتے ہیں۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ۔ الفضل ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۹ء)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"جب انسان خدا تعالےٰ کی طرف ترقی کرنے لگتا ہے تو پہلے اس کی حالت بہت ابتر ہوتی ہے۔ جس طرح ایک بچہ آج پیدا ہوا ہے تو اس میں صرف دودھ چوسنے ہی کی طاقت ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔ پھر جب غذا کھانے لگتا ہے تو آہستہ آہستہ غصہ، کینہ، خود پسندی، نخوت علیٰ ہذا القیاس۔ سب باتیں اس میں ترقی کرتی جاتی ہیں اور دن بدن جوں جوں اس کی غذائیت بڑھتی جاتی ہے۔ شہوات اور طرح طرح کے اخلاق ردیہ اور اخلاقِ فاضلہ زور پکڑتے جاتے ہیں اور اسی طرح ایک وقت پر اپنے پورے کمالِ انسانی پر جا پہنچتا ہے اور یہی اس کے جسمانی جنم ہوتے ہیں۔ یعنی کبھی کتے، کبھی سؤر، کبھی بندر، کبھی گائے، کبھی شیر وغیرہ جانوروں کے اخلاق اور صفات اپنے اندر پیدا کرتا جاتا ہے گویا کل مخلوقات الارض کی خاصیت اس کے اندر ہوتی جاتی ہے اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ سلوک کا راستہ چاہے گا تو یہ ساری خاصیتیں اس کو طے کرنی پڑیں گی اور یہی تناسخ اصفیاء نے مانا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۹۵-۹۶)

نعمت سے فائدہ اٹھانے کیلئے قربانی کی ضرورت

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو۔

"اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو تمام وجوہ سے کامل ہوتی ہیں اور تمام ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم نے تم کو ایسی نعمت دی ہے کہ جس کی کوئی انتہا ہی نہیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم اس کی قدر کرو۔ اس کا شکریہ ادا کرو اب وہ شکریہ دو طور سے ہو سکتا ہے۔ ایک تو زبان سے کہ اس کے انعامات کا زبان کے ذریعہ سے اظہار کیا جائے اور اس کو یاد کیا جائے۔ دوسرے اپنے عمل سے۔ عمل سے اس طرح کہ ان نعمتوں کو موقع کے مطابق استعمال کرو۔

جس بات کے لئے اس نے کوئی طاقت دی ہے اس کے لئے تم ان نعمتوں کو حاصل کرو اور ایسے طور پر ان کا استعمال کرو کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی ہتک نہ ہو۔ پھر کبھی بھی کوئی نعمت مفید نہیں ہوا کرتی جب تک اس کے لئے محنت نہ کی جائے اور اسے مفید بنانے کے لئے کوشش نہ کی جائے۔ مثلاً پلاؤ ہے اس کو وہ شخص کیسے کھا سکے گا جس کا معدہ خراب ہے۔ اس کے اندر ایک چاول جانا بھی اس کے لئے نقصان دہ ہوگا۔ اسی طرح ایک بڑے مکان میں وہ شخص کیسے رہ سکے گا۔ جو وہمی ہے اور بڑے مکانوں کی رہائش سے ڈرتا ہے اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انعام کے صحیح استعمال کے لئے طاقتوں اور محنت کی بھی ضرورت ہے۔ نعمت سے فائدہ اٹھانے کے لئے قربانی کی ضرورت ہے۔ مثلاً کنواں تو پانی کا موجود ہے لیکن اس سے پانی نکالنے کے لئے بھی تو محنت کی ضرورت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف یہی ضروری نہیں کہ تم عمل اور زبان سے شکریہ ادا کرو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ تم ہر قسم کی قربانیاں بھی کرو۔ اپنے آپ کو تم اسی طرح ذبح کردو جس طرح اونٹ ذبح کیا جاتا ہے۔ تب تم اللہ تعالیٰ کے دوسرے انعامات کے بھی وارث ہو گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء)

ولادت

مکرم عبدالواسع خان صاحب راجگڑھ لاہور کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۹۰ء کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ جو "وقف نو" میں شامل ہے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "پائندہ سمن" نام عطا فرمایا ہے۔ یہ بچی مکرم چوہدری عبدالقادر خان صاحب (لاہور) کی پوتی اور مکرم رانا عبدالغفار خان صاحب آف سرگودہا کی نواسی ہے۔

○ مکرم ڈاکٹر مبشر احمد صاحب نجم سرجن D.H.Q اوکاڑہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۵ اپریل ۱۹۹۰ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام شعیب احمد نجم رکھا گیا ہے۔ نومولود مکرم پروفیسر ڈاکٹر مبارک احمد صاحب انصاری دارالصدر غربی ربوہ کا نواسہ ہے۔

○ مکرم محمد حسین صاحب مربی سلسلہ علی پور ضلع مظفر گڑھ کو اللہ تعالےٰ نے مورخہ ۲ فروری ۹۰ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام محمد مبین رکھا گیا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و درازی عمر سے نوازے اور خادم دین بنائے۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ

ایسے مخلص نوجوان جو زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں وہ اپنے نتیجہ کے اعلان کا انتظار نہ کریں بلکہ فوری طور پر وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ سے رابطہ قائم کریں۔ انٹرویو کی تاریخ کا اعلان جلد ہوگا۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے امید وار کی تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵٪ نمبر) اور عمر ۱۷ سال یا اس سے کم ہو نا ضروری ہے ایف اے اور گریجویٹ کے لئے عمر ۱۸ سال اور ۲۰ سال کی حد مقرر ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۵ ، ہجرت ۱۳۶۹ہش ـــ ۵ ، مئی ۱۹۹۰ء

اعمال کا بیج

اگرچہ اعمال کے بغیر تو انسان کی زندگی بیکار ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اعمال کا بیج ایمان ہے ۔ ایمان میں سے اعمال پھوٹتے ہیں ۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے ایمان کو عمومی رنگ میں ڈھال کر کہا جا سکتا ہے کہ کسی چیز کے ماننے کو ایمان کہتے ہیں اور اس طرح کے ماننے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ میں یہ کروں گا تو فلاں بات پیدا ہوگی یا فلاں نتیجہ نکلے گا ۔ یا وہ کوئی بات اس لئے نہیں کرتا کہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا کرنا بیکار ہے ۔ لوگ ہزار کہتے رہیں وہ اسے مانتا ہی نہیں اس لیئے وہ اس بات کے کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا ۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ مانتا ہی نہیں کہ قیامت ضرور بپا ہو گی تو اس کے اعمال اس شخص سے یقیناً مختلف ہوں گے جو جانتا اور مانتا ہے کہ ایک روز قیامت بپا ہونے والی ہے ، جہاں انسانوں کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا ۔ اور جہاں ان کے جزاء و سزا کا فیصلہ ہوگا ۔ قیامت کا انکار کر کے انسان احتساب سے منہ موڑ لیتا ہے اور احتساب نہ ہو تو پھر اچھے بُرے کی تمیز کیا ، اور تمیز ہوگی بھی تو وہ بالکل سطحی ہوگی ،

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

”ممکن ہے کہ بعض لوگ یہاں ایسے ہوں کہ جو شیطان کے وجود ہی سے منکر ہوں لیکن میں کہتا ہوں کہ اس کے وجود سے انکار بھی نادانی ہے ، کیا وہ مشاہدہ نہیں کرتے کہ انسان میں دو قوتیں موجود ہیں ۔ بیٹھے بیٹھے ایک لہر اس کے دل میں اٹھتی ہے کہ نیکی کروں اور اکثر اوقات وہ اس کا ایسا پابند ہو جاتا ہے کہ بلا اس کے تقاضا ادا کئے کے رہ نہیں سکتا اور اسی طرح کبھی اس کے دل میں ایسی لہر آتی ہے کہ جو بدی کی طرف رغبت دلاتی ہے اور وہ گھر سے اٹھ کر کنجروں کی طرف چلا جاتا ہے پس یہ قوتیں ہیں جن میں سے بدی کے محرک کا نام شیطان رکھ لو۔“

اس اقتباس کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ اگر انسان اس بات کو صحیح طور پر جان لے کہ یہ لہریں ۔ اچھے اور بُرے اعمال کیلئے ۔ فرشتے یا شیطان پیدا کرتے ہیں تو اس کیلئے ان پر عمل درآمد کرنا یا ان سے بچ جانا نہائت آسان ہو جائے ۔ ہر نیکی کی لہر پر وہ نیکی کرنے پر آمادہ ہو جائے اور ہر بدی کی لہر پر اس سے بچنے کی پوری سعی کرے ۔ یہ وہ بیج ہیں جن کو وہ چاہے تو پنپنے دے اور چاہے تو کچل ڈالے ۔

پس یہ نہائت ضروری ہے کہ انسان اعمال کے بیج کو اچھی طرح جان لے اور اس پہچان سے پوری طرح فائدہ اٹھائے ۔

کس سے امیدیں کریں وابستہ ہم
ہو تو کس سے دوستی ہو استوار
ہر قدم پر کون آسکتا ہے کام
جُز خدائے محسن و پروردگار

ابوالاقبال

حوالات کی رات

حلقۂ شعر میں مشہور ”وہ گجرات کی رات“
ایک شاعر کی محبّت کی محاکات کی رات

میگساروں کی بھی اک رات ہے برسات کی رات
بادہ آشامی و سرمستی و لذّات کی رات

عشق کے ماروں کی مخصوص ملاقات کی رات
پہلوئے حُسن میں اک عالمِ جذبات کی رات

اور زر داروں کی پُرعیش محلّات کی رات
جبکہ یہ رات ہو بالائی فتوحات کی رات

نیز کچھ یاروں کی آزاد فکاہات کی رات
مل کے ہنسنے کی ہنسانے کی مساوات کی رات

یہ سبھی راتیں ہیں مانا کہ بڑی بات کی رات
ان سے خوشتر ہے کہیں میری حوالات کی رات

میرے ہمدم یہ مری تلخیٔ اوقات کی رات
بن گئی میرے لئے عین عنایات کی رات

اپنے مولائے حقیقی سے مناجات کی رات
اور پھر اس کی کریمانہ بشارات کی رات

محتسب پاتا اگر آج یہ برکات کی رات
ضبط کر لیتا ظفرؔ تیری حوالات کی رات

ظفر محمّد ظفر

کوئی بچہ بھی میٹرک سے کم تعلیم کا نہ ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

محترم مرزا منور احمد صاحب

مرزا منور احمد صاحب ماہ ظہور/اگست ۱۳۲۵ ہش/۱۹۴۶ء کے آخر میں امریکہ تشریف لے گئے تھے۔ شکاگو میں کوئی ایک مہینہ قیام کے بعد آپ پٹس برگ کے حلقہ میں متعین کئے گئے۔ ابتداء میں یہ حلقہ امریکہ کے مشرقی ساحل پر بالٹی مور سے لے کر ڈیٹن تک پھیلا ہوا تھا جس میں کلیولینڈ اور مینگس ٹاؤن بھی شامل تھے۔ ان سب احمدی جماعتوں کے دلوں میں آپ نے اپنی خوش خلقی، سادگی اور محبت کی بنا، پر ایک خاص مقام پیدا کر لیا تھا۔ دو سال کے مختصر سے عرصہ کے اندر اندر آپ نے اپنی شب و روز والہانہ جدوجہد سے پٹس برگ کے احمدیوں میں زبردست حرکت پیدا کر دی۔ اور یہ حلقہ امریکہ مشن میں ایک ممتاز حیثیت اختیار کر گیا۔ حتیٰ کہ شکاگو کی مقامی جماعت نے بھی آپ کو اپنے یہاں تقریر کی دعوت دی کہ ان میں وہ روح پیدا کریں جو انہوں نے پٹس برگ کی جماعت میں پیدا کر دی ہے۔

مرزا منور احمد صاحب نہایت وجیہہ صورت، بلند قامت اور اعلیٰ درجہ کے صحتمند نوجوان تھے۔ مگر آپ کی دیوانہ وار کوششیں صحت پر تشویشناک حد تک اثر انداز ہوئیں اور آپ ٹیومر کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے جس کا اپریشن ۱۴ تبوک/ستمبر ۱۳۲۷ ہش/۱۹۴۸ء کو ایک مقامی ہسپتال میں کیا گیا۔ چونکہ جسم پہلے ہی نڈھال ہو چکا تھا اور ٹیومر کا زہر انتڑیوں میں پوری طرح سرایت کر چکا تھا اس لئے اپریشن کے بعد کمزوری انتہا تک پہنچ گئی اور دوسرے ہی روز اس انتھک بہادر اور جانباز سپاہی کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے آپ کی وفات پر اپنے ایک مفصل مضمون میں آپ کی نسبت تحریر فرمایا کہ۔

"عزیز مرزا منور احمد کو میں بچپن سے جانتا تھا۔ اس لئے بھی کہ وہ ہمارے قریبی عزیزوں میں سے تھے یعنی ہماری ممانی صاحبہ یعنی بیگم صاحبہ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کے بھائی اور ہماری ایک بھاوجہ صاحبہ (حضرت سیدہ مریم صدیقہ ام متین (حرم ثالث حضرت فضلِ عمر) مراد ہیں) کے ماموں تھے اور اس لئے بھی کہ موصوف کا بچپن سے میرے ساتھ خاص تعلق تھا۔ پس میں یہ بات بغیر کسی مبالغہ کے کہہ سکتا ہوں کہ وہ ایک بہت مخلص اور نیک اور ہونہار اور محبت کرنے والا اور جذبۂ خدمت و قربانی سے معمور نوجوان تھا۔ دن ہو یا رات، دھوپ ہو یا بارش، جب بھی انہیں کوئی ڈیوٹی سپرد کی جاتی تھی وہ کمال مستعدی اور اخلاص کے ساتھ اس ڈیوٹی کو سرانجام دینے کے لئے لبیک لبیک کہتے ہوئے آگے آجاتے تھے اور پھر اپنے مفوضہ کام کو اس درجہ توجہ اور سمجھ کے ساتھ سرانجام دیتے تھے کہ دل خوش ہو جاتا تھا اور زبان سے بے اختیار دعا نکلتی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی نیکی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی زندگی وقف کرنے اور پھر بلادِ امریکہ میں وطن سے بارہ ہزار میل دور جا کر فریضہ دعوت الی اللہ بجا لانے کی سعادت عطا کی۔ موت تو ہر انسان کے لئے مقدر ہے مگر مبارک ہے وہ نوجوان جسے یہ سعادت کی زندگی عطا ہوئی اور مبارک ہیں وہ والدین (مرزا محمد شفیع صاحب کے صاحبزادے تھے) جنہیں خدا نے ایسا نیک اور خادم دین بچہ عطا کیا۔" (الفضل لاہور ۱۹ تبوک/ستمبر ۱۳۲۷ ہش/۱۹۴۸ء صفحہ ۳ کالم ۲-۳ نیز الفضل ۲۶ اخاء/اکتوبر ۱۳۲۷ ہش/۱۹۴۸ء صفحہ ۵)۔

خود حضرت فضلِ عمر نے ۲۴ تبوک/ستمبر ۱۳۲۷ ہش/۱۹۴۸ء کے خطبہ جمعہ میں آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"مرزا منور احمد صاحب جو امریکہ کے مربی تھے میری ایک بیوی ام متین کے ماموں، میر محمد اسمٰعیل صاحب کے سالے اور نہایت مخلص نوجوان تھے۔ ان کے معدہ میں رسولی ہوئی اور وہ فوت ہو گئے۔ ویسے تو ہر ایک کو موت آتی ہے لیکن اس طرح کی موت گو ایک طرف قوم کے لئے فخر کا موجب ہوتی ہے لیکن دوسری طرف اس کا افسوس بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی کو پندرہ بیس سال میں تیار کیا جائے اور وہ جوانی کی حالت میں فوت ہو جائے۔

مرزا منور احمد صاحب کا کام نہایت اعلیٰ درجہ کا کام تھا اور امریکہ کی جماعتوں میں انہی کی جماعت کو ان سے زیادہ محبت تھی۔ ابھی پچھلے دنوں امریکہ کی جماعتوں کی جو کانفرنس ہوئی ہے اس میں بھی یہ تسلیم کیا گیا کہ وہ علاقہ جس میں مرزا منور احمد صاحب مربی تھے دوسرے علاقہ کی جماعتوں سے دینی کاموں میں بڑھ گیا ہے۔ پھر ان لوگوں نے اپنی محبت کا بھی ثبوت دیا۔ جب ڈاکٹروں نے جسم میں خون داخل کرنے کا فیصلہ کیا تو ان کے علاقہ کے احمدیوں میں سے عورتوں اور مردوں کی ایک بڑی تعداد نے اپنا خون پیش کر دیا۔ اور چونکہ ان کی ٹائپ کا خون نہیں ملتا تھا اس لئے جس احمدی کو یہ معلوم ہو جاتا کہ میرا خون مرزا منور احمد کے خون کے مشابہ ہے تو وہ بے انتہا خوش ہوتا اور فخر کرتا کہ میرا خون ان کے خون سے ملتا ہے۔ جب جسم میں خون کے داخل کرنے کی زیادہ ضرورت پیش آگئی اور ان کے خون کی ٹائپ کا اور خون نہ ملا تو ڈاکٹروں نے کہا آپ لوگ اپنا خون دے دیں ہم اپنے پاس سے ان کے ٹائپ کا خون استعمال کریں گے۔ اور آپ کا خون آئندہ کے لئے رکھ لیں گے۔ اس پر ان سب نے اپنا خون پیش کر دیا۔ یہ چیز اس بات کی علامت ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے امریکہ کی جماعت اخلاص میں ترقی کر رہی ہے اور یہ (...) نیک نمونہ کا زبردست ثبوت ہے۔"

(الفضل ۶ اخاء/اکتوبر ۱۳۲۷ ہش/۱۹۴۸ء صفحہ ۶ کالم ۲-۴)

حضرت فضل عمر

تلقین عمل

حضرت فضلِ عمر فرماتے ہیں:

یاد رکھو وہ کامیابیاں اور ترقیاں جو آنے والی ہیں ان کے لئے مصائب کی بھٹی میں سے گذرنا تمہارے لئے ضروری ہے اس کے بعد کامیابیاں بھی آئیں گی۔ خواہ وہ تمہاری زندگی میں آئیں یا تمہاری موت کے بعد۔ شریف آدمی یہ نہیں دیکھا کرتا کہ قربانی کا پھل اسے کھانے کو ملتا ہے یا نہیں۔ بلکہ وہ قربانی کرتا چلا جاتا ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ قربانی کا پھل چکھنے کا اسے موقعہ بھی نہیں ملتا کہ وہ وفات پا کر اپنے رب کے حضور پہنچ جاتا ہے۔ تم اگر غور کرو تو تم میں سے اچھے کھاتے پیتے وہی نکلیں گے جن کے باپ دادا نے خود نہیں کھایا۔ اور کنگال وہی نکلیں گے جن کے باپ دادا نے جو کچھ کمایا تھا وہ کھا لیا۔ آخر یہ بڑے بڑے زمیندار جو آج تمہیں نظر آ رہے ہیں کیسے بن گئے یہ بڑے زمیندار اسی طرح بنے کہ ان کے باپ دادوں نے تنگی سے گذارہ کیا اور ایک ایک پیسہ بچا کر ایک کنال یہاں سے اور ایک کنال وہاں سے خریدی۔ رفتہ رفتہ ایک گھماؤں زمین ہو گئی۔ اور پھر ایک سے دو اور دو سے چار اور چار سے دس اور دس سے پندرہ اور پندرہ سے بیس گھماؤں زمین کے وہ مالک بن گئے اور جب وہ مرے تو ان کی اولاد نے ان کی زمینوں سے فائدہ اٹھایا۔ مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اولاد ناخلف ہوتی ہے وہ باپ دادا کی جائیداد کو اڑا دیتی اور آہستہ آہستہ مقروض ہو جاتی ہے اور وہی زمین جو ان کے باپ دادا نے بڑی مشکلات سے اکٹھی کی ہوتی ہے بنیوں کے قبضے میں چلی جاتی ہے۔ اور جب آگے ان کی اولاد آتی ہے تو وہ بھوکوں مرنے لگتی ہے اور وہ ان بنیوں کو گالیاں دینے لگتی ہے جو ان کی زمینوں پر قبضہ کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ حالانکہ انہیں گالیاں اپنے ماں باپ کو دینی چاہئیں۔ جو اپنی اولاد کا حقہ کھا گئے۔ تو باپ دادوں کی محنت ہمیشہ اولاد کے کام آتی ہے۔ اگر کوئی شخص محنت نہیں کرتا تو اس کی اولاد بھی اس محنت کے فوائد سے محروم رہتی ہے۔ تم غریب سہی۔ تم کنگال سہی۔ لیکن اگر تم میں سے کسی ایک کی ایک کنال زمین بھی ہے تو تم جب اس زمین پر کھڑے ہوتے ہو تو یوں سمجھتے ہو کہ یہاں سے امریکہ تک سب جگہ تمہاری ہی حکومت ہے اور تمہارا دل اتنا بہادر ہوتا ہے اور تم کہتے ہو تمہیں کسی کی کیا پرواہ ہے اور اگر تمہاری ایک گھماؤں زمین ہوتی ہے یا دس گھماؤں زمین ہوتی ہے یا بیس گھماؤں زمین ہوتی ہے تو پھر تو تمہاری یہ حالت ہوتی ہے کہ تم ایک طرف کھڑے ہو کر کہتے ہو کہ ہماری ایک پیلی اس سرے پر ہے اور ایک پیلی اس سرے پر خواہ درمیان میں دس زمینداروں کی اور بھی زمینیں ہوں۔ مگر ایسی حالت میں جب تم اپنی زمین پر تکبر کے ساتھ کھڑے ہوتے ہو ایک شخص پھٹے پرانے کپڑوں میں تمہارے پاس آجاتا ہے اور کہتا ہے میں مسافر ہوں میری مدد کی جائے تم اس سے پوچھتے ہو تم کون ہو۔ اور وہ کہتا ہے۔ سید۔ یہ سنتے ہی تم اپنی چادر اس کے لئے بچھا دیتے ہو۔ اور اس کے ساتھ ادب سے باتیں کرنا شروع کر دیتے ہو۔ آخر اس کے ساتھ کون سی طاقت ہے جو تمہیں اس بات پر مجبور کر دیتی ہے کہ تم اس کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ اور اس سے ادب کا سلوک کرو وہ یہی طاقت ہے کہ وہ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے۔ پس اس کی طاقت اپنی نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت ہے۔ جو آپ

باقی صـ۷ـ کالم ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

اخوند فیاض احمد - لاہور

محترم سیّد میر داؤد احمد صاحب

دنیا بھی اک سرا ہے، بچھڑے گا جو ملا ہے

محترمی مخدومی سیّد میر داؤد احمد صاحب کی وفات ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ ان کی وفات کے بعد جہاں جماعتی کاموں میں ایک عرصہ تک انکی غیر موجودگی کو بہت محسوس کیا جائے گا۔ وہاں ان سے کسی نہ کسی رنگ میں تعلق رکھنے والا ہر شخص انفرادی طور پر بھی اپنی زندگی میں ایک خلا محسوس کرے گا۔ اللہ تعالیٰ محترم میر صاحب پر اپنی عظیم رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خاص قرب میں ان کو جگہ عطا کرے اور ان کے اہل و عیال آئندہ نسلوں اور ان کے جملہ عزیزان کا ہمیشہ حافظ و ناصر ہو۔

یہ عاجز بھی ان لوگوں میں سے ہے جو محترم میر صاحب کی وفات کے بعد ایک خاص قسم کی محرومی کے احساس سے بچ نہیں سکیں گے۔ بے شک تمام خوبیوں اور تمام حسن اور لطافتوں کا مرجع صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و احسان کے نتیجہ میں اپنے بندوں میں ایک کشش اور شانِ محبوبیت علی حسب الاخلاص پیدا فرما دیتا ہے۔ محترم سیّد میر داؤد احمد صاحب لاریب ان خوش نصیب جوانوں میں سے ایک تھے جنہیں بفضل الٰہی پاک سیرت اور پاک صورت ودیعت ہوئی تھی۔ انہیں حسنِ بیان اور حسنِ انتظام کے اعلیٰ جوہر عطا ہوئے تھے۔ ان تھک محنت اور سعی و جہاد ان کا شیوہ تھا۔ عبادت میں ان کو خاص شغف تھا۔ رمضان المبارک کے آخری ایام میں ان کا اعتکاف میں بیٹھنا اس کا واضح ثبوت ہے۔

بے شک آج سیّد میر داؤد احمد صاحب کا فانی جسم ہماری فانی نگاہوں سے اوجھل ہو چکا ہے۔ لیکن اس عاجز کے ذہن و تخیل میں ان کی یاد کے نقوش یوں لگتے ہیں جیسے انمٹ ہوں۔ میں عالمِ تخیل میں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ قادیان بہشتی مقبرہ میں چار دیواری کے اندر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مزار مبارک کے قدموں میں حضور کا ایک فدائی خادم (احمدیت) کا ایک عظیم پہلوان اور حضرت بانی سلسلہ کا نسبتی بھائی بعد وفات زیر زمین دفن کیا جا رہا ہے۔ یعنی حضرت ماموں جان میر محمد اسحٰق صاحب۔ ہر آنکھ اشکبار ہے ہر دل مغموم ہے۔ میں بھی لڑکپن کے بعض خیالات میں گم وہاں کھڑا ہوں۔ قبر کے سرہانے ایک صاحب کے کندھے پر سر رکھے ایک نوجوان اپنے منہ کو رومال سے لپیٹے آنسو پونچھتا جا رہا ہے اس کے جسم کی کپکپی سے اس کی حالت زار کا اندازہ کیا جا سکتا ہے لیکن سسکیوں کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ شاید جیسے اس کے آنسوؤں کی روانی کو رومال نے چھپا لیا تھا۔ اسکی آہیں بھی اس کے سینہ میں ہی جذب ہو کر اپنے خالق و مالک حقیقی کی نصرت اور رحمت کو جذب کر رہی تھیں کیونکہ وہ عالم الغیب تو دل کی مخفی کیفیتوں پر بھی نگاہ رکھتا ہے۔

پھر کچھ دنوں کے بعد میں اس مبارک چار دیواری میں مغربی دروازے سے داخل ہوتا ہوں تنہائی کا عالم تھا۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے مزار کے سرہانے ایک صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس نوجوان کو دعا کرتے پایا۔ اس نوجوان کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں پر جھک سا گیا ہے۔ جیسے وہ کھڑے ہونے کی حالت میں بے اختیار خدا کے حضور سجدہ ریز ہونا چاہتا ہو اور دونوں ہاتھوں نے اس کو تھام لیا ہو وہ نوجوان دعا کی حالت میں گویا گم ہو چکا ہے۔ میں کچھ دیر اس نوجوان کے ساکت جسم اور اس کے لباس کو دیکھتا رہا۔ چہرہ تو حضرت ماموں جان کی وفات والے دن بھی اور اس دن بھی ڈھپا ہوا تھا۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ ہے کہ اس نوجوان کا نام سید میر داؤد احمد ہے۔ پھر یوں ہوا کہ ۱۹۴۶ء قادیان میں تعلیم الاسلام کالج میں بی۔ ایس۔ سی کلاسز جاری ہو گئیں سیّد میر داؤد احمد صاحب نے بھی بی۔ ایس سی میں داخلہ لیا اور اس عاجز نے بھی۔ اور اس عاجز کو ان کا کلاس فیلو بننے کا شرف حاصل ہوا۔ ہمارے گروپ میں برادرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب (ابن محترم ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب) زمبیا اور برادرم پروفیسر مسعود احمد صاحب عاطف ایم ایس سی بھی تھے

محترم سیّد داؤد احمد صاحب بہت انہماک اور توجہ کے ساتھ لیکچررز کے لیکچر سنتے تھے۔ نوٹ لیتے تھے۔ لیبارٹریز میں بہت محنت سے کام کرتے تھے۔ ان کے کام کا انداز یہ تھا کہ بڑی توجہ کے ساتھ تجربہ گاہ میں کام کر رہے ہیں یا کسی مشکل مسئلہ پر لیکچرر کی تقریر کو اپنے اور اپنے ہم جماعتوں کو ذہن نشین کراتے کے لئے دہرا رہے ہیں اور اس دوران مسکراتے ہوئے کوئی ہلکی پھلکی سی بات بطور لطیفہ کے بیان کر دیں گے۔ جس سے ارد گرد کے لوگوں کی کوفت یا ایک سنجیدہ کیفیت تھوڑی دیر کے لئے مسکراہٹ اور ذہنی تفریح کے رنگ میں بدل جاتی۔ ایک مرتبہ لیبارٹری میں تھوڑے فارغ وقت میں "رات کی رانی" کے تازہ پھول لے کر آئے۔ صندل کا تیل بھی ساتھ لائے اور شیشے کی خاص صراحی میں پھول ڈال کر عطر تیار کرنے لگے۔ وہ صفائی اور نفاست پسند نوجوان عطر بنانے کا سامان لگاتا ہوا بہت بھلا لگ رہا تھا۔

ہجرت کے بعد تعلیم الاسلام کالج اور فضل عمر ہوسٹل ابتداءً لاہور کینال بنک پر ایک شکستہ سی عمارت میں قائم ہوئے۔ سیّد میر داؤد احمد صاحب رتن باغ میں مقیم تھے۔ باقاعدگی سے کالج میں تشریف لاتے۔ کلاسز میں تعلیم چٹائیوں پر بیٹھ کر حاصل کی جاتی تھی۔ پریکٹیکل کا انتظام ایف سی کالج کی لیبارٹری میں تھا۔ سائنس کلاسز کے لیکچر کبھی ایف۔ سی کالج کے لیکچر روم میں ہوتے۔ محترم پروفیسر میاں عطاء الرحمٰن صاحب اور محترم پروفیسر سلطان محمود صاحب شاہد علی الترتیب ہمارے فزکس اور کیمسٹری کے استاد تھے۔ یہ عجب ایام تھے۔ اس زمانہ کی روئیداد تاریخ احمدیت کے ایک نہایت اہم باب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس وقت جو آنکھیں دیکھتیں اور دل محسوس کرتا ان کو الفاظ کا جامہ پہنانا کوئی آسان امر نہیں۔ حضور (الثالث) پرنسپل کالج تشریف لائے ہیں۔ پرنسپل کا دفتر ایک بان کی چارپائی ہے جس پر ایک سادہ بستر بچھا ہے۔ آفس سپرنٹنڈنٹ صاحب چند کاغذات پیش کرتے ہیں۔ حضور پرنسپل دیکھ رہے ہیں۔ طلباء ادھر سے ادھر گزر جاتے ہیں۔ ساتھ والے کمرے میں چٹائیوں پر طلباء بیٹھے ہیں۔ ایک استاد کھڑے لیکچر دے رہے ہیں۔ ایک اور کمرے میں دو چارپائیاں بچھی ہیں۔ آمنے سامنے چند استاد بیٹھے ہیں۔ کالج کے امور اپنے ٹائم ٹیبل، طلباء کے حالات وغیرہ امور پر سنجیدگی سے گفتگو کر رہے ہیں۔ کالج کے اس زمانہ کا ہر طالب علم، کالج کا اس زمانہ کا ہر استاد اور کارکن سیدنا فضلِ عمر کی قوتِ قدسیہ اور عظیم الشان توکل علی اللہ اور عزم پر ایک زندہ گواہ ہے اور حضور پرنسپل کے عزم و استقلال کا بھی، میری نگاہوں میں چٹائیوں پر بیٹھ کر بڑے انہماک کے ساتھ لیکچر سننے والا ایک چہرہ گھوم رہا ہے۔ ایف۔ سی کالج کی وسیع لیبارٹریز اور لیکچر روم میں پوری توجہ اور ایک گونہ سنجیدگی کے ساتھ اکتساب علم میں مصروف ایک پیارا وجود اب بھی میری ناچیز آنکھوں کے سامنے ہے۔ وہ چہرہ وہ وجود سید میر داؤد صاحب کا ہے۔

کالج کے قوانین کے ماتحت فورتھ ایئر کے یونیورسٹی امتحان میں شامل ہونے سے پہلے، کالج کے طلباء کا لازمی دینیات کے مضمون کا امتحان پاس کرنا ضروری ہے۔ فائنل ایئر کے طلباء اس امتحان کے لئے جمع ہیں۔ کمرۂ امتحان میں چٹائیاں بچھا کر صفوں میں بیٹھنے کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ کچھ دیر پہلے ایک اکیلی سی جگہ پر چارپائی پر میر داؤد احمد اور یہ عاجز ایک دوسرے کے قریب بیٹھے ہیں۔ امتحان کے نصاب میں قرآن کریم کے کچھ حصے کا حفظ کرنا بھی شامل تھا۔ سید داؤد احمد خوش الحانی سے قرآن کریم پڑھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں "یاد ہیں" یعنی اگر پرچہ سوالات میں ان آیات کو زبانی لکھنے کا کہا گیا تو (اللہ نے چاہا تو) لکھ سکیں گے۔ پھر کچھ دیر خاموش رہ کر مجھے کہا۔ "کوئی تفسیر سنائیں" میں ان کی بات پر ہنس کر خاموش ہو گیا۔ یہ بزبانِ حال اپنی نالائقی اور جہالت کا اقرار تھا۔ لیکن اس عاجز کے دل میں اس وقت بھی ایک تلاطم تھا۔ اور اس وقت بھی ہے جب یہ سطور زیر تحریر ہیں۔ ایک عظیم المرتبہ عالم اور فاضل اجل کا فرزند حضرت فضلِ عمر کے قرب میں رہنے والا ایک ذکی، ذہین اور فہیم نوجوان کتنی سادگی اور کتنے بھولے پن سے مجھ ناچیز اور حقیر کو کہتا ہے کہ کوئی قرآن کی تفسیر سناؤ۔ یہ ان کی تو عالی ظرفی تھی۔ لیکن میرے لئے ہمیشہ کے واسطے لمحۂ فکریہ ہے۔

سید میر داؤد احمد صاحب فارغ التحصیل ہونے کے بعد ربوہ میں اہم مرکزی عہدوں پر مامور ہوئے۔ وہ جلد جلد بہت اہم اداروں کے سربراہ بنتے چلے گئے۔ یہ عاجز ہمیشہ سوچتا تھا کہ اس جہان میں حضرت ماموں جان سید میر محمد اسحاق صاحب کو فرشتے ان کے خلف الرشید کے جلد جلد ترقی کرنے کی خوشخبریاں سناتے ہوں گے۔

ان دنوں غالباً میر داؤد احمد صاحب شاہد کلاس میں تھے۔ خدام الاحمدیہ کا مرکزی سالانہ اجتماع ربوہ میں منعقد ہوا تھا۔ صبح ناشتہ کے وقت مقام اجتماع میں ایک TUCK SHOP سے چائے مل سکتی تھی۔ یہ عاجز اور برادر شیخ نصیر الدین احمد صاحب اپنے چنے سنبھالے اس جگہ پہنچے میر داؤد احمد صاحب اور میاں طاہر احمد صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ ملاقات ہوئی تھی۔ میر داؤد احمد صاحب نے آہستگی سے میاں طاہر احمد صاحب کو کچھ کہا اور فوراً ہی ایک پلیٹ میں کچھ بسکٹ مٹھائی وغیرہ لے کر میاں طاہر احمد صاحب نے برادر نصیر الدین احمد اور اس عاجز کے سامنے بڑھا دی۔ اس عاجز نے ہنس کر دونوں محترم بھائیوں کا شکریہ ادا کیا اور مزے لے لے کر ہم نے پلیٹ خالی کر دی۔

اور یہ ایک جلسہ سالانہ ہے۔ ایک مرکزی خیمہ میں موجود کارکن سے یہ عاجز کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے وہ کارکن کسی وجہ سے پوری توجہ کے ساتھ جواب نہیں دے سکا۔ اتنے میں دیکھتا ہوں کہ سید میر داؤد احمد صاحب بھی وہاں تشریف لے آئے۔ اس عاجز نے وہی سوال ان سے کیا۔ انہوں نے نہ صرف مجھے تسلی بخش جواب دیا۔ بلکہ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کارکن سے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ پہلے ہی اس نے صحیح جواب کیوں نہیں دیا۔

اس کے بعد ایک اور جلسہ سالانہ کا واقعہ ہے۔ یہ عاجز سرگودھا والی سڑک کے اس طرف پہاڑی کے دامن میں ایک خالہ محترمہ کے ہاں ٹھہرا تھا۔ ان دنوں ایک لنگر بیت مبارک کے ساتھ سابقہ مہمان خانہ کی جگہ پر بھی قائم ہوتا تھا۔ رات کو دیر ہو گئی اور خالہ کے ہاں کھانا نہ پہنچا۔ یہ عاجز جب گھر گیا تو یہ دیکھ کر خود لنگر سے کھانا لینے آیا۔ شائد اس وقت کھڑکیوں کے آگے کھانا لینے والا کوئی باقی نہ رہا تھا۔ تقسیم سالن والی کھڑکی سے یہ عاجز "تقسیم روٹی" والی کھڑکی پر پہنچا۔ ڈیوٹی پر موجود کارکن اس عاجز سے پرچی لے کر اندر چلا گیا۔ کیونکہ اس کے پاس روٹیاں نہیں تھیں۔ عاجز نے سمجھا وہ اندر کہیں سے یا تنوروں کے پاس سے جاکر روٹیاں لائے گا۔ چند منٹ کے بعد ہی وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ میر داؤد احمد صاحب تشریف لا رہے تھے انہوں نے اس عاجز کو دیکھا۔ خاموشی سے کھڑکی میں قریب آئے۔ سلام کیا اور سنجیدگی اور معذرت کے انداز میں بولے کہ روٹیاں تو بالکل ختم ہیں۔ ان کو دیکھ کر اور یہ بات سن کر عاجز ہنس پڑا اور خالی سالن لے کر گھر آگیا۔ ان کا چہرہ ان کا اس وقت کا انداز، خود چل کر آنا اور مجھ حقیر سے معذرت کرنا، بھلا یہ چیزیں کیسے بھلائی جائیں گی۔

یہ عاجز کئی سال سے لاہور میں بسلسلہ ملازمت مقیم ہے۔ جب پہلی مرتبہ سید داؤد احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر ہوئے تو اس عاجز نے ان کی خدمت میں مبارکباد کا خط لکھا اور دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالےٰ اس عاجز کو بھی خدمت دین کی توفیق بخشے۔ انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا کہ مجلس خدام الاحمدیہ کا کام کرنا بھی بڑی نیکی ہے۔ یہ ارشاد پڑھ کر یہ عاجز اس وقت قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور، محترم سید حضرت اللہ پاشا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ماجرا سنایا۔ انہوں نے ازراہِ شفقت و احسان اس عاجز کو ایک خدمت سپرد کر دی۔

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع ہے۔ سید میر داؤد احمد صاحب کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہیں۔ شوریٰ کا اجلاس جاری ہے مستحقین کی مالی امداد کے لئے ایک مرکزی فنڈ قائم کرنے کی تجویز زیر بحث ہے۔ ان دنوں خدام کا بجٹ آج کی نسبت بہت چھوٹا ہوتا تھا۔ صدرِ محترم اضطراب کی حد تک امدادِ مستحقین کے حق میں تھے۔ انہوں نے جس مؤثر انداز میں بعض ضرورت مندوں کے اظہارِ ضرورت پر روشنی ڈالی اور مناسب فنڈ کی غیر موجودگی میں اپنی اور مرکزی کارکنوں کی بے بسی پر اظہار افسوس فرمایا۔ وہ انداز ناقابلِ فراموش ہے۔ اسی مجلس میں مرکز کے اخترام اور وقار کے لئے ان کے عظیم جذبۂ غیرت کا بھی بے اختیار اظہار ہوا۔ اس تجویز پر بولتے ہوئے ایک نمائندہ خادم کے منہ سے ایسے کلمات بھی نکلے جو صدر مجلس مرکزیہ کے شایانِ شان نہیں تھے۔ اس خادم کی تقریر کا جواب ایک مرکزی عہدہ دار نے دینا چاہا۔ سید میر داؤد احمد صاحب نے ان مرکزی کارکن صاحب کو اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ ہی ایک بے ساختہ جوش کے ساتھ اس خادم کے بارہ میں فرمایا۔ "انہوں نے مجھ پر ایک الزام لگایا ہے۔ اس کا جواب میں خود دوں گا"۔ شدتِ ضبط سے صدر محترم کا چہرہ سرخ تھا مقامِ حیرت ہے کہ وہ ایک کم گو شریف النفس، نرم طبع اور شرمیلا جوان جب خدمتِ دین اور خدمتِ انسانیت کے مقامات پر فائز ہوا تو کس طرح ایک سحر بیان مقرر، عالی ظرف منتظم اور بے حد غیور مجاہد کے فرائض بفضلِ ایزدی ادا کرتا چلا گیا ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خدام الاحمدیہ کے مرکزی سالانہ اجتماع کی ایک اور بابرکت مجلس عروج پر ہے۔ "تلقین عمل" کے سلسلہ میں ممتاز علماء اور عظیم المرتبہ فرزندان احمدیت کی تقاریر کا پروگرام ہے۔ ایک سابق صدر مجلس مرکزیہ اسٹیج پر رونق افروز ہوئے ہیں اور صدر اجلاس (ابناء الفارس میں سے ایک ہونہار نوجوان) کچھ ان الفاظ میں ان کا تعارف کراتے ہیں کہ خدام الاحمدیہ کا کام ایک بہت کٹھن کام ہے۔ بہت سے احباب اس کام سے فارغ ہونے کے بعد پھر "انصار اللہ کی آرام گاہوں" میں چلے جاتے ہیں۔ اب ان میں سے ایک ایسے وجود جو مجلس کے نہایت ہر دلعزیز صدر رہ چکے ہیں خطاب فرمائیں گے۔ موجودہ صدر محترم سید میر داؤد احمد صاحب بھی پیچھے اسٹیج پر تشریف لا رہے ہیں اور یہ تعارفی کلمات سنکر مسکرا رہے ہیں۔ حاضرین مجلس بھی مسکرانے لگے۔ خدام اپنے سابق نہایت ہر دلعزیز صدر" کو اور سب حاضرین یقیناً "ایک نہایت ہر دلعزیز" فرزند احمدیت کو دیکھ کر بہت مسرور اور ان کے شیریں کلمات کو سننے کے بہت مشتاق تھے۔ مقرر حضور نے تشریف لاتے ہی تشہد اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد ایک جوش اور نصیحت کے انداز میں بلند آواز سے فرمایا۔

"میں کسی آرامگاہ سے نہیں آیا بلکہ ایک بہت بڑے میدانِ مجاہدہ سے آیا ہوں ....."

اسٹیج پر وہ دمکتے ہوئے چہرے جو خدمتِ دین کے جوش سے لبریز تھے۔ غیرتِ ایمانی جن کا خمیر ہے۔ ذکر الٰہی ان کا شیوہ۔ انسان دوستی اور نصیحت ان کا مقصدِ حیات۔ میری آنکھیں ان چہروں کو دیکھ کر پُرنم تھیں۔ کاش مجھے طاقتِ پرواز مل جاتی۔ میں روئے زمین پر تمام آبادیوں، پہاڑوں، جنگلوں، میدانوں، صحراؤں اور سمندروں کی مخلوق کو جاکر پکارتا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے درختِ وجود کے ان شیریں اثمار کا اس مخلوق سے تذکرہ کرتا اور اس تذکرہ کے بعد اپنے سینے کے تمام زور کے ساتھ اعلان کرتا۔

اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

بے شک ان چہروں، ان آنکھوں، ان ابروؤں اور ان لبوں کی حرکات کو دیکھ کر اور ان کے کلمات کو سن کر روحیں رقص کرتی ہیں، دل وجد میں آجاتے ہیں۔

دعاؤں کی اہمیت اور انکے عظیم الشان نتائج و ثمرات

از تحریرات حضرت بانی سلسلہ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پہ سلامتی نازل فرماتا رہے)

"اگر تم چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے۔ تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو۔ اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ اس کو برباد نہیں کیا کرتا۔"

فرماتے ہیں "میں ایک ضروری نصیحت کرتا ہوں۔ کاش لوگوں کے دلوں میں پڑ جائے۔ دیکھو عمر گذری جا رہی ہے۔ غفلت کو چھوڑ دو اور تضرع اختیار کرو۔ اکیلے ہو ہو کر خدا تعالےٰ سے دعا کرو۔ کہ خدا ایمان کو سلامت رکھے۔ اور تم پر وہ راضی اور خوش ہو جائے۔"

"دعا کے لوازمات سے اول ضروری یہ ہے کہ اعمال صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں۔ کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمال صالحہ سے حصہ نہیں لیتا اور دعا کرتا ہے۔ وہ گویا خدا تعالےٰ کی آزمائش کرتا ہے۔"

"دعا دراصل اس کیفیت کا نام ہے کہ جب روح نہایت عاجزی اور تضرع کے ساتھ آستانۂ الوہیت پر گرتی ہے۔ اس وقت سنت اللہ یہی ہے کہ یا تو اس کو قبول کرتا ہے اور اگر دعا کرنے والے کے مصالح کے لحاظ سے اس کو قبول کرنا نامناسب ہو تو اللہ تعالےٰ اس کا جواب دیتا ہے۔"

"پچھلے گناہوں کی معافی مانگو اور بار بار استغفار کرو تا کہ انسان کی فطرت میں گناہ کی جو قوت ہے۔ وہ ظہور میں نہ آوے۔ توبہ استغفار کرنی چاہیے۔ بغیر توبہ استغفار کے انسان کم ہی کیا سکتا ہے۔"

"ہمارا خدا زندہ اور قادر خدا ہے۔ اور وہ یقیناً دعاؤں کو سنتا ہے۔ ہمیں کسی وقت بھی اس احساس سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ کہ خواہ ہم کیسی ہی مشکلات میں گھر جائیں یا کیسی ہی تکالیف کا ہمیں سامنا ہو۔ اللہ تعالےٰ کا دربار ہر وقت کھلا ہے۔ ہم فوراً دوڑ کر اس کے حضور حاضر ہو جائیں۔ وہ ہر وقت ہماری پناہ ہو گا۔ اور ہماری حفاظت کرے گا۔ اور ہم سے محبت سے پیش آئے گا۔ اور ہم اس کی رحمتوں اور فضلوں سے حصہ پائیں گے۔"

"دعا بڑی چیز ہے۔ اس سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ جب کہ انسان ہر طرف سے مایوس ہو جائے تو آخری حیلہ دعا ہے۔ جس سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔"

"جو لوگ طلب کرتے ہیں وہی پاتے ہیں۔ اور جو ڈھونڈتے ہیں۔ انہیں کو ملتا ہے۔ جو لوگ کسی کام کے شروع کرنے کے وقت اپنے ہنر یا عقل یا طاقت پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ وہ اس ذات قادر مطلق کا جو اپنی قیومی کے ساتھ تمام عالم پر محیط ہے۔ کچھ قدر شناخت نہیں کرتے۔"

"خدا تعالےٰ ان دعاؤں کو جو خلوص کے ساتھ کی جائیں ضرور سنتا ہے۔ اور جس طرح مناسب ہو۔ مدد چاہنے والے کے لئے مدد بھی کرتا ہے۔ مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ انسان کی استمداد اور دعا میں خلوص نہیں ہوتا نہ انسان دلی عاجزی کے ساتھ امدادِ الٰہی چاہتا ہے۔ اور نہ اس کی روحانی حالت درست ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے ہونٹوں میں دعا اور دل میں غفلت یا ریاء ہوتی ہے۔ یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ خدا اس دعا کو سن تو لیتا ہے۔ اور اس کے لئے جو کچھ اپنی حکمتِ کاملہ کی رو سے مناسب اور اصلح دیکھتا

باقی صفحہ ۷ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رپورٹ

بشیر الدین سامی - نمائندہ الفضل لندن

جلسہ یومِ فضل عمر - برطانیہ

مورخہ ۴ مارچ ۱۹۹۰ء بیت الفضل لندن سے ملحقہ محمود ہال میں یوم حضرت فضلِ عمر کی اہمیت اور حضرت فضلِ عمر کے خصائل بیان کرنے کے لئے جماعت احمدیہ لندن ریجن کے زیرِ اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام بیت الفضل لندن نے کی۔ مکرم محمد اسلم صاحب جاوید نے تلاوت کی۔ خواجہ منیر الدین صاحب قمر، مبارک احمد صاحب لون اور چوہدری محمد شریف صاحب اشرف نے "کلامِ محمود" میں سے نظمیں پڑھیں۔ مکرم امام صاحب نے یوم فضل عمر کا پس منظر بیان کیا اور حاضرین پر جلسہ کی اہمیت واضح کی۔ خاکسار نے پیشگوئی کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ مکرم نذیر احمد صاحب ڈار امیر جماعت احمدیہ لندن ریجن نے حضرت فضلِ عمر کی خصوصیت کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا" تاریخی لحاظ سے مختلف پہلوؤں سے واضح کی۔ "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" اس موضوع پر مکرم ڈاکٹر مجیب الحق خان صاحب نے روشنی ڈالی۔ مکرم بشیر احمد صاحب رفیق — وکیل التصنیف لندن نے حضور کے بعض خصائل کی آنکھوں دیکھی جھلک پیش کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت فضل عمر کا جماعت کے افراد کے ساتھ کس قدر گہرا اور پیار کا رشتہ تھا۔ وہ اپنی عائلی زندگی کو بھی اس رشتہ کے درمیان حائل ہونا پسند نہ فرماتے۔ انہوں نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک موقعہ پر ایک گراں قیمت اور بہت ہی پسندیدہ غالیچہ ایک عقیدت مند دوست کے خاک آلود جوتوں سے خراب ہو گیا۔ اہلِ خانہ کو یہ اچھا نہ لگا۔ اس پر حضرت فضل عمر نے فوری طور پر اپنے اس پسندیدہ غالیچہ کو کمرہ سے اٹھوا دیا۔ اور فرمایا کہ جو چیز میرے اور میری جماعت کے افراد کے درمیان حائل ہو سکتی ہے۔ مجھے اس چیز کی قطعاً ضرورت نہیں۔ آخر میں مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور مقررین کی تقاریر کو سراہتے ہوئے کہا کہ یہ بہت ہی معلومات افزا اور ایمان افروز تقاریر تھیں۔ مکرم راشد صاحب نے حضرت فضلِ عمر کا جماعت کے نام ایک تاریخی پیغام پڑھ کر سنایا جو ۱۹۵۳ء میں حضور نے خود پر قاتلانہ حملہ کے موقعہ پر جماعت کو دیا تھا۔ اور بتایا کہ اس پیغام میں بھی اس بات کو اہمیت حاصل ہے کہ میں جماعت کے ممبران سے والہانہ محبت رکھتا ہوں اور ان سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ دین حق کی برتری کے لئے جانثاری اور وفاداری سے کام لیتے رہیں گے۔

اجلاس بعد دعا ختم ہوا۔ بعد جلسہ حاضرین کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔

کتّے کی وفاداری

چند ہی دنوں میں اس جگہ کو ہری بھری کر دیا انہوں نے پھولوں والے پودے بھی لگائے اور پھل دار درخت بھی لگائے اور انگور کی بیلیں بھی۔ وہ میرے پاس رہ کر خلاصے خوش معلوم ہوتے تھے۔ اور میں بھی ان کے کام سے مطمئن تھا۔ ایک دن رات گئے کتیا کے بار بار بھونکنے کی آواز پر میں جب باہر نکلا تو کتیا پریشانی کے انداز میں بھونکتے ہوئے انگور کی بیل کی جانب جاتی اور واپس آجاتی۔ جب دوسری رات بھی ایسا ہی ہوا۔ تو میں نے اس کا ذکر بابا موصوف سے کیا تو انہوں نے بتایا کہ کل میں نے باغیچہ کو پانی لگایا تو وہ انگوروں کی بیل کے نیچے ہی سماتا چلا گیا تھا۔ میرے کہنے پر باباجی نے اگلے روز پھر پانی لگایا میں اپنی قیام گاہ میں تھا۔ کہ اچانک باباجی نے آوازیں دیں باہر نکلا تو عجیب سماں دیکھا۔ پرندے گھبراہٹ کے انداز میں فضا میں منڈلا رہے تھے۔ ایک طرف ایک بڑی سی بلّی سہمی ہوئی بیٹھی تھی۔ سامنے نظر پڑی تو ایک خوفناک سیاہ ناگ اپنے خون میں لت پت مرا پڑا تھا۔ ہوا یہ کہ باباجی نے باغیچے کو پانی لگایا اور وہ ناگ کے بل میں جاتا رہا۔ سانپ تنگ آکر پھنکارتا ہوا باہر نکلا تو باباجی نے کسی کے ایک ہی وار سے اس خطرناک ناگ کو ختم کر دیا اور اب یہ عقدہ کھلا کہ وفاشعار کتیا رات کے اندھیرے میں اپنی زوردار آواز میں

باقی صـ کالم ۴ پر

زیادہ پہچان تو نہیں ہے۔ لیکن جب میں نے اس کتیا کو دیکھا تو فوراً میرے دل میں خیال آیا کہ روسی لگتی ہے۔ اور غالباً مالک نے گھر سے نکال دی ہوئی ہے۔ وہ سڑکوں پر اور مکانوں کے سامنے آوارگی کی صورت میں گھومتی رہتی تھی۔ نہایت دبلی اور کمزور لیکن تین چار بچے بھی ساتھ لئے پھرتی تھی میں نے اسے ڈبل روٹی کا ٹکڑا ڈالا تو اس نے اسے منہ میں لے کر اپنے بچوں کے آگے رکھ دیا مجھے اس کی یہ ادا بڑی پسند آئی۔ میں نے صبح شام حسبِ توفیق اسکو روٹی کھلانی شروع کر دی اور اس نے بھی اب سڑکوں پر گھومنے کی بجائے میرے ہی دروازے پر ڈیرہ لگا لیا۔ میں گھر سے باہر جاتا یا واپس گھر آتا تو یہ دم ہلا کر مجھے الوداع کہتی یا میرا استقبال کرتی مجھے عام طور پر کتوں سے کوئی خاص لگاؤ نہیں ہے کبھی دل میں یہ خواہش نہیں پیدا ہوئی کہ میں اپنے گھر میں کتا رکھوں لیکن یہ کتیا میرے دروازے کے سامنے بیٹھی رہتی تو میرے دل میں اسکے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے۔

انہی دنوں ایک بزرگ میرے پاس آئے اور انہوں نے اپنی کیفیت کچھ یوں بیان کی کہ میں نے ان کی تھوڑی سی خدمت کرنے کیلئے ان سے کہا کہ یہ میرے پاس تھوڑی سی خالی زمین ہے اگر آپ اس میں پودے لگا سکتے ہوں اور ان کی دیکھ بھال کر سکتے ہوں تو میں آپ کی کچھ تھوڑی سی مدد کر دیا کروں گا۔ انہوں نے حامی بھر لی اور

فرانس کا ایک سپوت

یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ رنجیت سنگھ جو کہ انیسویں صدی کے شروع میں پنجاب کا حکمران تھا۔ اس نے اپنی فوج میں بعض فرانسیسی فوجی افسروں کو بھی ملازم رکھا ہوا تھا۔

ان فوجی افسروں میں قابلِ ذکر اور مشہور فوجی افسر J. F. ALLARD تھا۔ جو کہ نپولین کی فوج کا ایک سابق اہل کار تھا۔ ALLARD نے ۱۸۲۲ء میں رنجیت سنگھ کی فوج میں ملازمت شروع کی۔

اس فوجی اہل کار کے ساتھ ایک اور فوجی اہل کار بھی پنجاب آکر رنجیت سنگھ کی فوج میں ملازم ہوا اس کا نام J. B. VENTURA تھا۔

ان دونوں فوجی افسروں نے رنجیت سنگھ کے دربار میں ملازمت کرنے کے بعد پانچ ہزار فوجیوں پر مشتمل ایک فوجی دستہ تیار کیا۔ یہ فوجی دستہ نپولین کی فوج کی طرز پر تیار کیا گیا تھا اور "خاص فوج" کہلاتا تھا۔ ۱۸۲۷ء میں دو اور فوجی افسر فرانس سے پنجاب آکر رنجیت سنگھ کی فوج میں شامل ہو گئے۔ ان کے نام C.A. COURT اور P. AVITALLI تھے۔

ان دونوں نے آکر رنجیت سنگھ کی فوج میں اپنے علیحدہ بریگیڈ تیار کئے۔

اسی طرح ۱۸۳۰ء میں فرانسیسی بریگیڈ کی تعداد دس ہزار ہو گئی۔

رنجیت سنگھ نے فرانسیسی افسروں کو دفاعی ذمہ داریوں کے علاوہ اپنے دربار میں بعض اہم انتظامی ذمہ داریاں بھی سونپیں۔ ان افسران نے پنجاب کی ثقافتی زندگی میں بھرپور دلچسپی ظاہر کی۔

فرانسیسی حکومت نے J. F. ALLARD (جو کہ دراصل رنجیت سنگھ کی حکومت میں فرانسیسی ایجنٹ تھا) کے ذریعہ پنجاب میں اپنا اثر ڈالا۔

ALLARD نے بنو پان دائی (جو کہ ایک ہندو شہزادی تھی) سے شادی کی۔ اور ان کے ہاں پانچ بچے پیدا ہوئے

اس کی قبر اس کے باغ پرانی انارکلی لاہور میں واقعہ ہے جہاں وہ اپنی بیٹی کے ساتھ مدفون ہے۔

باوجود اس کے کہ انگریزوں نے ہندوستان پر قریباً ایک سو سال حکومت کی ہے۔ ابھی تک اس فرانسیسی سپوت کی یادگار پنجاب میں قائم ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم خلیل احمد صاحب حلوائی ربوہ کو کئی سال سے ٹانگوں اور بازوؤں میں درد کی شکایت ہے۔ اسی طرح ان کی بیوی محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ کو آنکھوں میں تکلیف اور ہائی بلڈ پریشر ہے۔

○ محترمہ بشیراں بیگم صاحبہ والدہ شیخ ناصر احمد (اوکاڑہ) مختلف عوارض، انجائنا، بلڈ پریشر، شوگر اور گردوں میں پتھری کے باعث مسلسل علیل ہیں۔ اب دوسری دفعہ نمونیہ کا شدید حملہ ہوا ہے۔ حالت تشویشناک ہے۔

○ مکرم یوسف سلیم شاہد صاحب آف ڈسکہ کے نانا جان اور دادی صاحبہ بیمار ہیں۔

○ مکرم مرزا محمد حسین صاحب (کراچی) کئی دنوں سے علیل ہیں۔

احباب ان سب کی شفایابی کے لئے دعا کریں۔

دعائے نعم البدل

○ مکرم افتخار احمد صاحب ابن مکرم داؤد احمد صاحب بہاولپور کو اللہ تعالیٰ نے ۱۳، اپریل کو پہلا بیٹا عطا فرمایا تھا جو مورخہ ۲۰، اپریل کو وفات پا گیا۔

○ مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کے بھائی محمد اسحاق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پچھلے ماہ توام بچے (بیٹا اور بیٹی) عطا فرمائے تھے جو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کے والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل سے نوازے۔

قرضہ حسنہ

پاکستان بینکنگ کونسل کی طرف سے بیرونِ ملک میں اعلیٰ تعلیم کیلئے قرضہ حسنہ کے لئے درخواستوں کی آخری تاریخ ۱۷، مئی ۱۹۹۰ء ہے۔ تفصیلات کے لئے "جنگ" ۲۲، اپریل ۱۹۹۰ء صفحہ ۵، دیکھئے۔

پاکستان بینکنگ کونسل ۷، حبیب بینک پلازہ آئی۔ آئی۔ چندریگر روڈ کراچی۔

نمایاں کامیابی

بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کراچی نے ایک پُروقار تقریب میں ۲۹، مارچ ۱۹۹۰ء تاج محل ہوٹل کے تاجی ہال میں ۱۹۸۸ء - ۱۹۸۹ء میں میٹرک کے نتائج کی رو سے ہونہار طالبعلموں کو اسناد، میڈلز اور نقد انعامات دئیے۔ اس تقریب میں ایک گولڈ میڈل اور دو ہزار روپے کا چیک میری بیٹی عزیزہ امۃ الصبور قریشی بنت ناصر احمد قریشی کو ۱۹۸۸ء میں میٹرک میں فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن لینے پر ملا۔ امۃ الصبور نے یہ امتحان دیوا اکیڈمی فار ڈیف ایجوکیشن کی طرف سے دیا تھا۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ بچی اپنے زمانہ تعلیم میں ہر کلاس میں فرسٹ آتی رہی ہے۔ میٹرک کے طالب علموں کی الوداعی تقریب میں اسے بہترین، صاف ستھری اور باقاعدہ طالب علم کی سند سے نوازا گیا۔ اس کے علاوہ سکول کی طرف سے ایک گولڈ میڈل سابق گورنر جسٹس ریٹائرڈ جناب قدیر الدین احمد صاحب نے عطا کیا۔

لجنہ کی تقریبات میں سلائی، کڑھائی اور پینٹنگز کی متعدد نمائشیں ہو چکی ہیں جن پر انعامات لے چکی ہے۔ نماز یاد ہے اور قرآنِ مجید ناظرہ پڑھ چکی ہے۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ اس ذہین بچی کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں کہ شافی و کافی خدا معجزانہ رنگ میں سماعت و گویائی عطا فرمائے۔ بچی ایک سال کی عمر میں بخار کے باعث سماعت سے محروم ہو گئی تھی۔ خدا تعالیٰ زندگی کے ہر مرحلے میں اپنی جناب سے رحم کے دروازے کھولتا رہے۔

امۃ الباری ناصر۔ کراچی

گولڈ میڈل پر مندرجہ ذیل تحریر ثبت ہے

AWARDED TO
A. SABOOR QURESHI
FOR OBTAINING
FIRST POSITION
AT THE
S. Sc. EXAMINATION
GENERAL GROUP
FOR THE DEAF
1988

○ محترمہ ثمینہ رفیع صاحبہ بنت محمد رفیع صاحب گجراتی محلہ دارالصدر شرقی ربوہ نے ایم۔ اے ایجوکیشن پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۶۹۲/۱۰۰۰ (۸۳٪) نمبر حاصل کر کے یونیورسٹی میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کی یہ کامیابی اس کے لئے دینی و دنیاوی ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔

اعلان گمشدگی

ایک عدد کالے رنگ کا بٹوہ جس میں تقریباً -/۳۵۰ روپے تھے۔ مورخہ ۲ مئی گولبازار سے دارالصدر غربی جاتے ہوئے سڑک پر گرلز سکول کے قریب گر گیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو ملا ہو تو ازراہ کرم درج ذیل پتہ پر پہنچا دیں۔

قاضی منصور احمد بھٹی

بھٹی ہومیو شفاخانہ رحمت بازار ربوہ

فری کوچنگ

"الف۔ اے کے طلباء کے لئے ماہ مئی میں ایک نادر موقع۔ روزانہ بعد نماز عصر ایک ماہ کیلئے شماریات (STAT) کی مفت ٹیوشن۔

رابطہ:۔ نور احمد بی۔ ایس سی

۱۲/۱۳، دارالصدر جنوبی نزد چوک یادگار ربوہ

بقیہ:۔ صفحہ ۳ سے آگے

نے سادات میں منتقل کی۔ اور جو آپ نے ہر مسلمان کے اندر منتقل کی۔ اور ہر ایک نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس طاقت کو اپنے اندر جذب کر کے اس سے فائدہ اٹھایا۔ ابوبکرؓ نے اپنی طاقت کے مطابق کام کیا عمرؓ نے اپنی طاقت کے مطابق کام کیا عثمانؓ نے اپنی طاقت کے مطابق کام کیا علیؓ نے اپنی طاقت کے مطابق کام کیا طلحہؓ اور زبیرؓ نے اپنی طاقت کے مطابق کام کیا اور تمہارے باپ دادا نے اپنی طاقت کے مطابق کام کیا۔ اب تم جیسا کام کرو گے ویسا ہی دنیا میں تغیر پیدا ہو گا۔ اور جتنا زور سے گیند پھینکو گے اتنا ہی دور وہ چلا جائے گا۔ پس یہ نادانی کا خیال ہے جو بعض لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے ان قربانیوں سے کیا فائدہ اٹھانا ہے۔ اگر ہماری قوم ہمارے خاندان اور ہماری نسل کے لئے عزت کا مقام حاصل ہو جائے تو دراصل وہ عزت ہمیں ہی حاصل ہو گی۔

پس اس قسم کے وسوسوں کو چھوڑ کر اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرو جو تمہیں دین کے لئے ہر قسم کی قربانیوں پر آمادہ کر دے اور تمہیں سچا بہادر بنا دے۔

مرتبہ غلام محمد پرویز۔

بقیہ:۔ صفحہ ۶ سے آگے

بھونک کر مجھے چھپے دشمن سے آگاہ کرتی تھی۔

انگوروں کی بیل کے نیچے ناگ کا بسیرا تھا۔ اس کے بالکل نزدیک وہ کمرہ تھا۔ جہاں میرا بیٹا سوتا تھا۔ ناگ جب اپنے بل سے نکلتا تو کتیا جان کی بازی لگا کر فوراً اس کمرے کے سامنے جا کھڑی ہوتی اور زوردار آواز میں بھونکتی۔ میں نے اپنے مشاہدہ سے اس کہاوت کو حقیقت پایا کہ کتا ایک انتہائی وفادار جانور ہے جو بعض اوقات مالک کی خاطر جان بھی دے دیتا ہے۔

بقیہ:۔ صفحہ ۵ سے آگے

ہے۔ عطا بھی فرماتا ہے۔ لیکن نادان انسان خدا کی ان خفیہ الطاف کو شناخت نہیں کرتا۔ اور بباعث اپنے جہل اور بے خبری کے شکوہ اور شکایت کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بھول جاتا ہے۔ یعنی ممکن ہے۔ کہ تم ایک چیز کو بری سمجھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے اچھی ہو۔ اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو دوست رکھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے بری ہو اور خدا چیزوں کی اصل حقیقت کو جانتا ہے۔ اور تم نہیں جانتے۔"

حبوبِ مفیدِ اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام -/۱۵ روپے
۶۰ گرام -/۴۵ روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجالس انصار اللہ کی حسن کارکردگی

سال ۱۳۶۸ ہش / ۱۹۸۹ء میں مجالس انصار اللہ پاکستان میں حسنِ کارکردگی کے لحاظ سے علم انعامی کی حقدار مجلس اور پہلی دس مجالس کی حسب ذیل فہرست حضور کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش کی گئی تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کی منظوری عطا فرمائی! اور دعا فرمائی کہ (ترجمہ از ناقل) اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور انہیں جزائے خیر دے) اللہ تعالیٰ ان سب مجالس کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے۔ اور انہیں احسن رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۱۔	مجلس انصار اللہ	عزیز آباد کراچی	اوّل اور علمِ انعامی کی مستحق
۲۔	〃 〃	دار الذکر لاہور	دوم
۳۔	〃 〃	دار الفضل فیصل آباد	سوم
۴۔	〃 〃	ناظم آباد کراچی	چہارم
۵۔	〃 〃	دہلی گیٹ لاہور	پنجم
۶۔	〃 〃	اسلام آباد شرقی	ششم
۷۔	〃 〃	مغلپورہ لاہور	ہفتم
۸۔	〃 〃	شاہدرہ لاہور	ہشتم
۹۔	〃 〃	مارٹن روڈ کراچی	نہم
۱۰۔	〃 〃	ربوہ	دہم

قائد عمومی

مجلس انصار اللہ پاکستان

اعلان داخلہ نصرت جہاں اکیڈمی جونیئر سیکشن

نصرت جہاں اکیڈمی جونیئر سیکشن میں کلاس ٹو (TWO) میں نئے سیکشن کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح کلاس ون (one) میں بھی محدود نشستوں پر داخلہ کی گنجائش موجود ہے۔ داخلہ انٹرویو اور ٹیسٹ (TEST) کی بنیاد پر ہوگا۔ داخلہ کے خواہشمند احباب ٹیسٹ اور انٹرویو کے لئے ۱۲ مئی ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ صبح ۹ بجے اپنے بچوں کے ہمراہ جونیئر سیکشن نصرت جہاں اکیڈمی میں پہنچ جائیں۔

کلاس ون میں داخلے کی عمر ساڑھے پانچ سال تا ساڑھے چھ سال اور کلاس ٹو ساڑھے چھ سال سے ساڑھے سات سال تک ہونی چاہیئے۔ داخلہ فارم کے ہمراہ (تاریخ پیدائش کا سرٹیفکیٹ) ہونا لازمی ہے۔ ورنہ داخلہ فارم وصول نہیں کئے جائیں گے۔ داخلہ فارم جونیئر سیکشن نصرت جہاں اکیڈمی سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

(چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن رجسٹرڈ ربوہ)

وقف جدید کو آپ کی ضرورت ہے

جو نوجوان خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہوں میٹرک پاس ہوں۔ قرآن مجید ناظرہ جانتے ہوں۔ صحت اچھی ہو اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کریں۔ اپنی درخواستیں مقامی جماعت کے صدر کی تصدیق کے ساتھ جلد بھجوائیں۔

نوٹ:۔ ریٹائرڈ اساتذہ اور فوجی پنشنر بھی اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کریں۔

(ناظم ارشاد وقف جدید)

بچے سکول سے واپس گھر آئیں تو ان کا نہائت پیار سے استقبال کیجے۔

قدرتِ ثانیہ کے مظہر اوّل کے مشہور شاگرد
حضرت حکیم نظام جان کا
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
بے اولاد، نرینہ اولاد سے محروم، اٹھراء، بچوں کا سوکھا پن
۰ گوجرانوالہ فون ۷۴۸۴۴ ۰ ربوہ فون ۹۰۶
۰ قلعہ کالر والا ۰ ملتان ۰ کراچی

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ میں بھارتی وزیر اعظم سے کسی بھی وقت ملاقات کر کے مسئلہ کشمیر پر گفتگو کرنے کیلئے تیار ہوں۔ جاپانی وزیر اعظم مسٹر توشیکی کیفو کے ساتھ ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اقوام متحدہ کی متفقہ قرار دادوں اور شملہ معاہدہ کی روشنی میں مسئلہ کشمیر حل کیا جائے۔ تاکہ پاکستان اور بھارت کے درمیان تعلقات معمول پر لائے جا سکیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان مقبوضہ کشمیر میں کوئی مداخلت نہیں کر رہا۔ غیر ملکی اخبار نویس پاکستان یا آزاد کشمیر میں کسی بھی جگہ دورہ کر کے تفتیش کر سکتے ہیں کہ بھارتی الزامات میں کوئی صداقت نہیں ہے

○ وزیر آباد کے قریب ایک مسافر بس میں دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں دو مسافر ہلاک اور ۲۵ زخمی ہو گئے۔

○ جاپان کے وزیر اعظم نے مقبوضہ کشمیر کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور پاکستان اور بھارت پر زور دیا ہے کہ وہ مل جل کر کشمیر کا مسئلہ بات چیت سے حل کریں۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ ان کے دورے کے نتیجے میں پاکستان اور بھارت کے تعلقات مزید مستحکم ہوں گے۔

غیر ملکی خبریں

○ مشرقی جرمنی کے وزیر اعظم روسی لیڈروں سے بات چیت مکمل کرنے کے بعد وطن واپس روانہ ہو گئے۔ انہوں نے ماسکو میں روسی صدر گورباچوف کے ساتھ جرمنی کے مستقبل کے بارے میں بات چیت کی۔ مشرقی جرمنی کے لیڈر کی حیثیت سے ان کا یہ پہلا غیر ملکی دورہ تھا انہوں نے سوویت یونین کی متحدہ جرمنی کی نیٹو میں شمولیت کی ایکبار پھر مخالفت کی ہے۔ تاہم انہوں نے کہا کہ اگر نیٹو کے بنیادی ڈھانچے اور اس کی حکمت عملی میں تبدیلی کی گئی تو وہ اس مسئلے پر بات چیت کر سکتے ہیں۔ مشرقی جرمنی کے وزیر اعظم نے کہا کہ دونوں ملک اس بات پر متفق ہیں کہ نیٹو کی فوجی حیثیت کو کم کیا جائے اور اسے سیاسی طور پر مستحکم بنایا جائے۔

○ رومانیہ کے مختلف شہروں میں عبوری صدر یو آن ایلیسکو کے خلاف مظاہرے ہوئے جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ ٹیمی شوارا میں بھی جہاں سے چاؤشسکو کے خلاف انقلاب کا آغاز ہوا تھا زبردست مظاہرہ ہوا۔ اپوزیشن نیشنل الائنس کے نائب صدر نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر سابق کمیونسٹ پارٹی کا نظام بدستور مسلط رہا تو پھر انقلاب لایا جائے گا۔ عبوری صدر پر الزام ہے کہ وہ روس کے آدمی ہیں۔

قدیمی، اوّلین، شہرہ آفاق
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۷
برانچیں: کراچی:۔ فون نمبر ۴۱۳۲۵۱
لاہور:۔ 1-D-3 گلشن راوی
ملتان:۔ چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین:۔ بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان:۔ فون نمبر ۴۷۹۹
ربوہ:۔ اقصیٰ چوک کالج روڈ فون نمبر ۵۵۸

پتہ